جناب محمد سخاوت مرزا

۱

غوث الثقلین، قطب الکونین، نائب رسول الحرمین،

حضرت محبوب سبحانی

سیّد عبدالقادر جیلانیؒ

محی الدینؒ

مختصر تمہید

سیّد و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب   بادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولانا

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اواخر پانچویں صدی و اوائل چھٹی صدی ہجری کی عالم اسلام میں ایک عظیم شخصیت تھی جنھوں نے اسلام کو زندہ کیا اور اولیاء کرام میں ایک روح پھونک دی۔ آپ کا مشرب اتباع شریعت تھا۔ آپ ایسے جامع طریقت و حقیقت تھے کہ صوفیاء متقدمین، معاصرین اور متاخرین آپ کا لوہا مانتے ہیں۔ اور اس سلسلہ عالیہ میں منسلک ہونا باعث صد افتخار سمجھتے ہیں، کیونکر نہ ہو کہ آپ فرزند حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اعلام مشاہیر صوفیائے متقدمین حضرت جنید بغدادی، شیخ شبلی قدس سرہ کے صحیح جانشین تھے۔ آپ کا صوفیانہ مشرب فلسفیانہ نہ تھا بلکہ قرآن وحدیث اور الہامات غیبی پر مبنی تھا۔ بقول شاہ کمال بخاری کڑپہ (مدراس) متوفی ۱۲۲۷ھ خلیفہ سید محمد شاہ میر برادر کلاں (وفات ۱۱۸۶ھ) سے[1]

[illegible] نطق نہیں   قاطعی سے [illegible] ہے قاطعی

سے[1] سید شاہ کمال الدین مصنف دیوان مخزن الرموز [illegible] مطبوعہ۔

بعد شہمیر کے تحقیق کمالی حجت عقل اور نقل کی ہے کشف اور الہام کی ہے
عقائد ویدانت اور فلاطونیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

شیخ سوید بخاری فرماتے ہیں کہ

"علوم سہ علم ست۔ علم من اللہ[1] و آں علم امر و نہی واحکام حدود ست۔ علم مع اللہ تعالیٰ و آں علم خوف و رجا و محبت و شوق ست۔ علم باللہ تعالیٰ آں علم نبوت و صفات مولیٰ است عزّ وجل۔"

........علم ظاہر طریقت است، وعلم باطن علم منزل است یعنی علم حقیقت ..الخ

ایک اہم ترین قول جو آپ نے فرمایا وہ ہے: "قدمی ھٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" اکابر عرفا و کاملین نے اس کو تسلیم کیا ہے بلکہ سر آنکھوں پر رکھا ہے۔ آپ ولایت وغوثیت کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے۔ حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ نے اس قول کو اولیاءِ عصر پر محمول فرمایا تو خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی نے آپ کو اس سے متنبہ فرمایا تو آپ نے تصدیق فرمائی، صدق وصدق فی قولہ فرمایا۔ اور آپ کے نود و نہ نام تحریر فرمائے اور زمرۂ قادریہ میں منسلک ہوئے جن کے منجملہ بعض یہ ہیں۔ "یا ساقی الحمیا۔ یا جمیل الحیا۔ یا بلا مثل۔ یا باز الاشہب۔ یا کنز الحقائق۔ یا شمس الشموس۔ یا حجۃ العاشقین۔ یا سلطان الواصلین۔ الخ (درالدارین مطبوعہ صفحہ ۳۰۰ و ۳۰۱)

حضرت محی الملۃ والدین المخاطب بہ محی الدین سیدنا عبدالقادر حسنی الحسینی الجیلانی، آپ کی تاریخ ولادت شب یکم رمضان ۴۷۱ھ[2] ہے۔ آپ نے اپنے جمال منور سے اس جہان کو روشن فرمایا۔ مشہور فارسی شاعر مرزا بیدل نے آپ کا تاریخی مادۂ ولادت الفاظ "عاشق کامل" سے مستنبط کیا ہے اور تاریخ وفات "معشوق الٰہی" سے مستخرج کیا۔

بروایت معتبر بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ دنیا میں تشریف لائے تو اسی رات کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابۂ کرام و ائمۂ ذوالاحترام و اولیاء اللہ کے آپ کے والد بزرگوار

---

[1] درالدارین صفحہ ۱۰۷ [2] ایضاً صفحہ ۱۳

سیدنا نورالدین ابی صالح موسٰی جنگی دوست ؒ کو خواب میں بشارت دی اور فرمایا : یا ولدی ابی صالح اعطاک اللہ تعالیٰ ابنا دھو ولدی ومحبوبی ومحبوب اللہ . سیکون لہ شأن فی الاولیاء کشأنی بین الانبیاء والرسل " یعنی اے میرے فرزند ابی صالح ! خدائے تعالیٰ نے تم کو ایک فرزند عطا فرمایا جو میرا فرزند ہے ، میرا محبوب اور اللہ کا دوست ہے . اس کو وہ عظمت و شان تمام اولیاء اللہ پر عطا فرمائی ہے جیسے کہ تمام انبیاءؑ میں میری عظمت ہے ۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جس رات کو آپ پیدا ہوئے اسی رات گیارہ سو فرزند گیلان میں پیدا ہوئے وہ سب کے سب اولیاء اللہ کے مراتب کو پہنچے اور آپ سے مستفید ہوئے ۔(ملفوظ شیخ عیسٰی جنداللہ برہانپوری)۔ تمام ماہ رمضان میں اس شیر خوار قطب الاولیاء نے دودھ نہیں پیا ، دوش مبارک پر قدم شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منقش تھا ۔ (بموجب روایت معراج شریف) آپ کا چہرۂ مبارک درخشاں اور پر رعب تھا کہ آنکھیں خیرہ ہوجاتی تھیں ۔

نسب وحسب[۱]

آپ کے نسب کے متعلق بعض زعماء کو اختلاف تھا ، جس کے متعلق ایک قضیہ سلطان بہمنی کے زمانہ میں برپا ہوا تھا ۔ اور آپ کے صحیح السادات ہونے کی سند ایک عالم نے کی بھی جو بغداد سے طلب کیا گیا تھا ۔

غرض آپ نسباً اور حسباً حسنی الحسینی ، بلحاظ شریعت و مذہب حنبلی اور مولداً جیلی تھے ۔ مگر فتوے فقہ امام شافعیؒ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کی رو سے صادر کیا کرتے تھے ۔

والد ماجد کا اسم گرامی سید نورالدین ابی صالح موسٰی المعروف بہ جنگی دوست حنبلی وجیلیؒ ابن سید عفیف الدین ابی یحیٰی عبداللہ ابن سید محی الدین ابی النجم یحیٰی زاہد حسنی حنفی کوفی الوطن ابن سید شمس الدین محمد ابی احمد مالکی کوفی ابن سید خلف الدین ابی عبدالرحمٰن داؤد کوفی حسنی شہید ابن سید کریم الدین ابی الفیض موسٰی ثانی حسنی المدنی الوطن ابن سید روح الدین ابی محمد عبداللہ ثانی حسنی المدنی ابن سید نورالدین ابی القاسم موسی الجون حسنی المدنی ابن سید علم الدین

---

[۱] درالدارین صفحہ ۱۵ تا ۲۴

ابی ظہیر عبداللہ المحض المعروف بہ عبداللہ المجل ابن سیدالسادات حسن المثنیٰ ابن امیرالمومنین امام الشہداء ابی محمدالحسن المجتبیٰ ابن امیرالمومنین اسداللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ جو حسبًا سیدہ فاطمۃ الصغریٰ بنت سیدالشہداء امام حسین شہید کربلاؓ۔ ۱؎

عبداللہ محض کریم الطرفین تھے۔ اس لیے آپ کو حسنی الحسینی کہتے ہیں بقولِ مولانا جامیؒ

۵؎ آں شاہ سرافراز کہ غوث الثقلین است | دراصل صحیح النسبین حسنین است
ازسوئے پدر بحسن سلسلہ اواست | وز جانبِ مادر دُرِّ دریائے حسین است

سلسلۂ حسب ۲؎

آپ کی والدۂ ماجدہ قدس سرہا حضرت امام حسینؓ کی اولاد سے تھیں، جن کا اسم گرامی اُمّ الخیر فاطمہ ثانی بنت سیدالسادات سید عبداللہ الصومعی الزاہد ابن سید محمد ثانی ابن سید طاہر ابن سید عبداللہ ابن سید عیسیٰ ابن سید محمد ابن سید علی العریض الجواد ابن امام الحق والناطق حضرت امام جعفر صادق۔

گویا آپ کی والدہ ماجدہ ساتویں پشت میں حضرت امام جعفر صادقؓ کی اولاد میں تھیں چنانچہ مولانا جامیؒ فرماتے ہیں ۳؎ ۱؎

رُباعی
گویم ز کمال تو چہ غوث الثقلینا | محبوب خدا ابنِ حسن آلِ حُسینا
سر بر قدمت جملہ نہادند و بگفتند | تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا

اس کا چوتھا مصرعہ اُس آیت سے مستنبط ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ یعنی "حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو آپ کی (حضرت یوسفؑ) کی بزرگی کا پتہ چلا تو کہنے لگے کہ خدا کی قسم حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر ہر طرح برگزیدہ فرمایا۔ اور یہ بالکل درست ہے کہ ہم جیسے خطا کاروں نے آپ کے ساتھ بُرا کیا۔" غرض حضرت مولانا جامیؒ نے رباعی کے پہلے دو مصرعوں میں تو آپ کا حسب و نسب بیان فرمایا ہے اور دوسرے دو مصرعوں میں مضمونِ متذکرہ کی بڑی خوبی

۱؎ و ۲؎ نیز مراۃ الاسرار قلمی آصفیہ صفحہ ۳۸ ۵؎ وصحیفۂ ذہبیہ قلمی سطر ۶۴ ۳؎ درالدارین فارسی مطبوعہ جلد ۱ صفحہ ۱۶

سے تضمین فرمائی۔ آپ کے حسنی الحسینی ہونے کی اور بھی چند وجوہ ہیں جو خرقۂ خلافت کے ضمن میں بیان کی جائیں گی۔

جعفری کہلانے کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ آپ کی والدۂ ماجدہ سیدنا امام جعفر صادق کی اولاد سے تھیں، جس کا ذکر سید عبداللہ صومعی کے ضمن میں آچکا ہے۔

- -

- -

جیلانی کہلانے کی وجہ[۵]

آپ کی ولادت مبارک موضع جیل (طبرستان سے دور دامن کوہ جودی) میں ہوئی۔ جس کو گیل بھی کہتے ہیں، جہاں بغداد شریف سے اُس زمانہ میں ہم ایک ہفتہ میں پہنچ سکتے تھے۔

القاب

بقول بعض غوث الاعظم، محی الدین اور عید مبارک

اور بقول وارثِ رسول اللہ و نائب رسول اللہ ، بموجب حدیث قل لنا ثبتی و وارثی ۔

مقرب فرشتے آپ کو باز الاشہب ، عبداللہ اور ولی اللہ

بعض اولیاء اللہ نے آپ کو امام المکان ، مالک الزمان اور وارث کتاب اللہ سے مخاطب فرمایا ہے۔ نیز خود آپ نے فرمایا کہ میرا نام اسم اعظم کی خاصیت رکھتا ہے۔ مؤلف مناقب غوثیہ کا بیان ہے کہ آپ کو غوث الثقلین اس لیے کہتے ہیں کہ جن و انس پر آپ کا تصرف تھا جو جوق جوق آکر آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کرتے تھے۔ اور فرمایا کہ میں شیخ الکل ہوں۔ چنانچہ ولی متصرف کو شیخ الکل کہتے ہیں۔

لفظ شیخ

جب آپ سادات سے تھے تو پھر شیخ کہنے کی وجہ؟ مؤلف خازن قادریہ نے لفظ شیخ کی چار وجوہ بیان کی ہیں۔ اہل عرب کسی بزرگ کو لفظ شیخ سے مخاطب کرتے ہیں خواہ وہ سید ہو یا غیر سید۔

---

[۵] درالدارین جلد ۱ صفحہ ۱۰، ۵۲ ایضاً صفحہ ۱۷

دوسرے[۲] یہ کہ صوفیائے کرام ولی متصرف کو شیخ کہتے ہیں اور ولایت و مشیخت سے مراد عالم ملک و ملکوت میں تصرف کرنا ہے۔ بقول المشیخۃ ھی التصرف فی الملک والملکوت، والولایۃ ھی التصرف فی الملکوت فقط۔ شیخ اور قطب مرادف الفاظ ہیں۔ تیسرے[۳] یہ کہ جب آپ جیلان سے بغداد تشریف لائے اور مسند مشیخت پر جلوہ افروز ہوئے تو ایک عالم نے آپ کی ولایت اور کرامات کے معترف ہو کر آپ کے توسل سے عوام کی حاجت روائی اور مرادیں برآنے لگیں تو آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے یا شیخ اغثنی فی اموری کلھا

ائمہ اثنا عشر سید السادات ہیں۔ مگر امام سے مخاطبت کرتے ہیں اور ان کو دوازدہ سید نہیں کہتے یہ اہل عرب کا ایک محاورہ ہے۔

لقب محی الدین کی وجہ تسمیہ[۱۵]

مؤلفین تحفۃ الابرار اور زبدۃ الاسرار وغیرہم نے محی الدین لقب کی توجیہ خود آپ کے بیان سے پیش کی ہے کہ نواح بغداد میں دین اسلام ایک کمزور و نحیف مریض کی شکل میں متمثل ہو کر ظاہر ہو کر میری طرف اس طرح مخاطب ہوا۔ السلام علیک یا عبدالقادر! میں نے سلام کا جواب دیا تو کہا کہ ذرا میرے قریب تشریف لائیے اور مجھ کو اٹھا کر بٹھا دیجیے۔ جب میں نے اس کو بٹھلایا تو اس کے جسم میں جان آگئی اور چہرہ کا رنگ زردی سے سرخی میں بدل گیا تو مجھ پر ایک قسم کا خوف طاری ہو گیا۔ اس نے کہا کہ کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ تو کہنے لگا کہ میں تمہارے جد امجد کا دین ہوں، میں کمزور ہو گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی امداد سے مجھے زندہ کر دیا۔ آپ دین کو زندہ کرنے والے یعنی "محی الدین" ہیں۔ پھر آپ جامع مسجد نماز پڑھنے گئے تو ایک شخص نے میرے نعلین اٹھا لیے یہ کہتے ہوئے کہ یا سیدنا محی الدین، جب نماز سے فارغ ہوا تو تمام نمازیوں نے مجھے گھیر لیا اور ہاتھوں کو چومنے لگے اور مجھ کو محی الدین محی الدین کہنے لگے۔ اس کے قبل میں اس لقب سے ملقب نہ تھا۔ غرض صاحب مخازن قادریہ نے آپ کے نسب اور القاب کے متعلق چوبیس مستند کتب کے حوالے دیئے ہیں۔ ان کے منجملہ بعض درج ذیل ہیں:

---

[۱۵] درالدارین صفحہ ۱۹۔

۱۔ ملفوظ قادریہ : شیخ عفیف الدین عبدالمبارک۔ جو آپ کے معاصر اور دوست تھے۔

۲۔ اورادِ قادریہ (عربی) مؤلفہ امیر کبیر سید نورالدین محمود (از احفاد صاحب زیر ترجمہ)

۳۔ بہجۃ الاسرار مؤلفہ شیخ نورالدین ابوالحسن شطنوفی (″ ″ ″)

۴۔ خلاصۃ المفاخرہ الموسوم بہ روضۃ الریاحین

۵۔ مراۃ الجنان : (تاریخ یافعی) امام یافعیؒ پیر شاہ نعمت اللہ ولیؒ

۶۔ نفحات الانس : مولانا جامیؒ

۷۔ فصل الخطاب مصنفہ شیخ محمد پارسا بخاریؒ وغیرہ

۸۔ رسالہ مصنفہ شیخ زین الدین الثانی

۹۔ جواہر جلالی : مخدوم جہانیاں اوچیؒ

تحصیل علم ظاہری[1]

ابتدائی تعلیم والد ماجد کے زیر سایہ ہوئی۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد—— شیخ عبدالحق محدث مؤلف اخبار الاخیار کا بیان ہے کہ آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کی، مجھے اجازت دیجئے کہ میں بغداد شریف جاؤں اور علم حاصل کروں اور وہاں کے بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوجاؤں، اب مویشیوں کی دیکھ بھال مجھ سے نہیں ہو سکتی۔ والدہ ماجدہ نے چالیس دینار برائے اخراجات میرے کرتہ میں سی دیئے اور نصیحت فرمائی اور عہد لیا کہ خبردار کبھی جھوٹ نہ بولنا، یہ میری آخری نصیحت ہے، شاید کہ پھر قیامت تک مجھے تم کو دیکھنا نصیب نہ ہو۔ آپ قافلہ کے ساتھ بغداد روانہ ہوئے۔ راستہ میں رہزنوں نے قافلہ کو لوٹ لیا۔ آپ سے پوچھا کہ تمہارے پاس کتنی رقم نقد ہے۔ آپ نے صاف صاف ظاہر کردیا کہ چالیس دینار میرے کرتے میں موجود ہیں۔ اس صاف گوئی سے رہزنوں کو یقین نہ آیا۔ اپنے سردار کے پاس آپ کو لے گئے۔ اس کے روبرو بھی آپ نے سچ سچ یہی فرمایا۔ بالآخر چالیس دینار کرتہ سے برآمد ہوئے۔ اس کا سردار پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے مع اپنے گروہ کے آپ کے دست مبارک پر اپنے اس فعل بد سے توبہ کی۔ اور تمام لوٹا ہوا

---

[1] بہجۃ الاسرار (عربی) مؤلفہ محمد بن خضر موصلی، مطبوعہ مصر۔

مال قافلہ والوں کو واپس کردیا۔ غرض آپ، ۴۸۸ھ میں بغداد پہنچے اور تاج العارفین ابوالوفاؒ کی مجلس علمی میں شامل ہوگئے۔

اساتذہ[1]

پہلے تو آپ نے علم تجوید میں مہارت حاصل فرمائی اور قرآن کریم ختم فرمایا۔ اس کے بعد فقہ، اُصولِ فقہ اور فرائض وغیرہ کی سات سال میں تکمیل فرمائی۔ مولانا ابوالوفاء علی بن عقیل، ابوالخطاب محفوظ بن احمد کیوانی اور ابوالحسین محمد بن قاضی ابویعلی محمد بن حسین بن محمد فراد سے فقہ میں کمال حاصل فرمایا۔

اساتذہ علم حدیث

اوّلاً علامہ ابوسعید ابوالخیر مبارک سے نیز ابوغالب محمد بن حسین باقلانی۔ ابوسعید محمد بن جیش، ابوالغنائم محمد بن علی بن میمون، ابوبکر احمد بن مظفر بن سوس القیمار، ابوجعفر بن احمد بن حسین النقاریؒ، ابوالقاسم علی بن احمد کرخی، ابوعثمان اسمٰعیل، ابوطالب عبدالقادر، پھر اُن کے عم بزرگوار ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد، ابوالبرکات ہبۃ اللہ مبارک، ابواسفر محمد بن المختار الہاشمی، ابوالنصر محمد، ابوغالب احمد، عبداللہ یحییٰ، ابوالحسین المبارک، ابومنصور عبدالرحمٰن، ابوالبرکات طلحہ بن احمد وغیرہ سے حدیث کی تکمیل کی۔

جب اسلامی و شرعی علوم و فنون ظاہری کی تکمیل ہوگئی اور اپنے معاصرین علماء میں آپ کو امتیاز حاصل ہوگیا اور علماء میں آپ کا رعب و داب قائم ہوگیا تو آپ اپنے استاذ محترم حضرت ابوسعید مخزومی کے مدرسہ میں سکونت پذیر ہوئے اور درس و تدریس، وعظ کرنے اور فتویٰ دینے میں سرگرم ہوگئے اور دُور دراز مقامات سے طلباء جوق جوق آپ کی خدمت میں آنے لگے۔ نیز کثیر علماء اور صلحاء آپ کی صحبت بابرکت سے مستفیض ہوئے۔

چنانچہ بہجۃ الاسرار کے مصنف ابوعبداللہ محمد بن خضر الحسینی موصلی نے اپنے والد شیخ خضر سے روایت کی ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر حسینی الجیلیؒ تیرہ علوم کے ماہر تھے اور اپنے مدرسہ میں تفسیر و

---

[1] درالدارین فارسی جلد ۱ صفحہ ۵

حدیث کے علاوہ اور علوم کی بھی تعلیم دیا کرتے تھے۔ (بقول امام موفق الدین ابن قدامہ)

بیعت و خرقۂ خلافت[۵]

مستند روایت یہ ہے کہ آپ نے چودہ سال کی عمر میں اپنے پدر بزرگوار سیدنا نورالدین ابی صالح موسیٰ جنگی دوست کے دستِ حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے جو آپ کا آبائی سلسلہ تھا، جو بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی اولاد میں قائم ہے لیکن اس کی شہرت نہیں ہے۔

دوسرا سلسلۂ بیعت حضرت ابوسعید ابوالخیر مبارک مخزومی سے وابستہ تھا جن کا سلسلہ پانچ واسطے سے سیدالطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی تک پہنچتا ہے۔

تیسرا خرقۂ خلافت آپ کو تاج العارفین ابوالوفا سے حاصل ہوا جس کا ذکر معتبر کتب میں موجود ہے۔

چوتھا خرقۂ خلافت آپ کو شیخ حماد بن مسلم دباس سے ملا جو بغداد کے مشاہیر مشائخ سے تھے جن کی صحبت میں آپ برسوں رہے۔

نیز آپ کو بلا واسطہ حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک سے فیض پہنچا ہے، مگر آپ نے حضرت ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ کے طریقہ کو رواج دیا اور اپنے مریدین کو حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ کے سلسلہ میں بیعت لے کر شجرہ عنایت فرمایا۔

غرض جب آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال کی ہو رہی تھی کہ آپ کے والد ماجد کا وصال ہو گیا جن کا سنہ وفات تقریباً ۴۸۹ھ قرار پاتا ہے۔ اس زمانہ میں آپ چوپایوں یعنی گائے کے منڈوں کی نگہبانی کیا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا غوثؒ نے فرمایا کہ میں اس زمانہ میں جنگل چلا گیا تھا اور مواشیوں کی دیکھ بھال کے سلسلہ میں ایک گائے کو قبضہ میں کر لیا تو روایت ہے کہ اس گائے نے منہ میری طرف موڑ کر کہا "یاعبدالقادر ما لھذا خلقت ولا بھذا امرت" یعنی اے عبدالقادر تم تو نہ تو اس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور نہ اس کا حکم دیا گیا ہے کہ تم مویشی چرایا کرو۔ میں اس تنبیہ سے متاثر ہوا اور اس پیشہ کو خیرباد کہہ کر اپنے کوٹھے پر چڑھ گیا تو وہاں مجھے یہ کشف ہوا کہ

---

[۵] درالدارین جلد ۱ صفحہ ۳۷ تا ۳۹

حجاج میدانِ عرفات میں کھڑے ہوئے طوافِ کعبہ کے لیے تیار ہیں۔ میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس گیا اور عرض کی کہ اے مادرِ مہربان پیاری ماں مجھے اب آپ خدائے تعالیٰ کے لیے چھوڑ دیجئے اور اجازت دیجیے کہ میں بغداد شریف جاکر علم حاصل کروں اور اللہ کے نیک بندوں سے ملاقات کروں والدہ ماجدہ نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے گائے کا واقعہ بیان فرمایا۔ والدہ صاحبہ کی آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے۔ اجازت دی اور چالیس دینار میرے کرتے میں باندھ دیئے۔ راستہ میں ڈاکوؤں سے مڈبھیڑ ہوئی جس کا ذکر سطور بالا میں آچکا ہے۔

قطب الآفاق[۵۱] مولانا عبدالرزاق اور فرد الاحباب مولانا عبدالوہاب آپ کے صاحبزادگان راوی ہیں کہ ملک عراق وغیرہ کے شہروں سے آپ سے فتوے طلب کیے جاتے تھے تو آپ ایک ہی رات میں ان کے استفسارات کو ملاحظہ فرماکر اسی کے پشت پر از روئے مذہب شافعیؒ و امام احمدؒ فتوے تحریر فرماکر واپس فرمادیتے تو علماء کو اس سرعتِ جواب پر بیحد تعجب ہوتا تھا۔ بقول

سہ واحد و یکتا بعلم عقلی و علم اصول در لغت ہم در معانی ذات عبدالقادر است
مجمع ہر سیزدہ علم است ذات پاک او مرجع انسی و جنّ ذات عبدالقادر است

ریاضت و مجاہدہ[۵۲]

مستند روایت کہ آپ نے اپنے شیخ طریقت سے اجازت کے بعد بعمر ۲۵ سال ۴۹۵ھ میں مجاہدہ اور ریاضت شروع فرمائی اور پچیس سال تک اس کو جاری رکھا۔ اور آپ کا دستور یہ تھا کہ ہر سال شیخ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور کچھ دنوں آپ کی صحبت سے مستفیض ہوکر واپس چلے جاتے۔ تمام مریدین اور خلفاء میں حضرت شیخ کی توجہ آپ کی طرف زیادہ تھی۔ جب شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ کو وعظ کرنے کا حکم ہوتا، حالانکہ اس زمانے میں آپ کو وعظ گوئی میں تہارت نہ تھی، سب کو حیرت ہوتی۔ آپ منبر پر جاکر بیٹھ جاتے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی امداد سے مستفیض اور لعاب دہن سے سرفراز فرمایا اور کچھ پڑھ کر آپ کے سینۂ مبارک پر دم کردیا اور فرمایا کہ اب تم وعظ کرو اور لوگوں کو ہدایت کرنا شروع کردو۔ لوگوں

---

۵۱ درالدارین فارسی جلد ا صفحہ ۲۸-۲۹ مطبوعہ ۵۲ درالدارین جلد ا صفحہ ۳۹

کا اجتماع ہوا، وعظ کرنا چاہا تو پھر زبان بند ہو گئی۔ اس مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ عالم خیال میں تشریف لائے اور لعاب دہن سے سرفراز فرمایا اور چھ مرتبہ کچھ دعا پڑھ کر دم فرمایا اور غائب ہو گئے آپ میں اس قدر قوت گویائی پیدا ہوئی کہ اسرار و معرفت کے دریا بہا دیئے۔ حضرت شیخ ابوسعید کو بیحد تعجب ہوا اور فرمایا کہ تم کو بڑے بڑے علماء پر فوقیت حاصل ہو گی۔ غرض کوئی مجلس وعظ ایسی نہ ہوتی اور سامعین اس قدر متاثر ہوتے کہ دو تین اشخاص آپ کی پُراثر تقریر سے جاں بحق نہ ہوتے ہوں۔ اور یہود و نصاریٰ مشرف نہ ہوتے ہوں۔ چور اور راہ زن اور روافض اپنے اعمالِ قبیحہ سے توبہ اور عقائدِ باطل سے چھٹکارا حاصل نہ کرتے ہوں۔

شیخ ابوالسعود حریمی اپنی کتاب تکملہ میں بروایت حضرت غوث اعظم تحریر فرماتے ہیں کہ ریاضت و مجاہدہ کی خاطر آپ عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں تنہا پھرا کرتے تھے۔ مردانِ غیب اور اجنہ سے ملاقات ہوتی اور طریقت کی تعلیم سے ان کو نوازتے۔ شیاطین مختلف صورتوں میں آکر مجھ سے نبرد آزما ہوتے۔ مگر میں ان پر غالب رہتا بعض فرار ہو جاتے اور بعض کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابتداء سلوک کے زمانہ میں حضرت خضر علیہ السلام سے تین سال تک ہر سال ملاقات ہوتی رہی۔

اُن ہی ایام میں جب کہ آپ دشت نوردی فرماتے تھے، فرماتے ہیں کہ چودہ [14] سال تک میں عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور پندرہ سال تک ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر فجر تک ایک قرآن ختم کیا۔ نفس نے گریز کیا تو میں نے ایک نہ سنی۔ بعض اوقات تین روز سے چالیس روز تک فاقہ میں گزار دیئے۔ کبھی نیند کا جھونکا آتا تو میں اس کو ٹال دیتا۔ گیارہ سال تک بُرج عجمی میں گوشہ نشین رہا۔ اسی وجہ سے اس کو بُرج عجمی کہتے ہیں۔

کشف

ریاضت و مجاہدہ کے زمانے میں آپ نے ملاحظہ فرمایا، آپ کے گرد و پیش جال ہی جال دیئے گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ دنیا کے جال تھے۔ میں نے ایک سال تک ان کے دفعیہ کی کوشش کی اور ان کو پارہ پارہ کر دیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ علائق کا خیال میرے دل میں گھر کر گیا ہے۔ اِلقاء ہوا کہ یہ تمہاری خوا

کا اجتماع ہوا، وعظ کرنا چاہا تو پھر زبان بند ہوگئی۔ اس مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ عالم خیال میں تشریف لائے اور لعاب دہن سے سرفراز فرمایا اور چھ مرتبہ کچھ دعا پڑھ کر دم فرمایا اور غائب ہوگئے۔ آپ میں اس قدر قوت گویائی پیدا ہوئی کہ اسرار و معرفت کے دریا بہادیئے۔ حضرت شیخ ابوسعید کو بیحد تعجب ہوا اور فرمایا کہ تم کو بڑے بڑے علماء پر فوقیت حاصل ہوگی۔ غرض کوئی مجلس وعظ ایسی نہ ہوتی اور سامعین اس قدر متاثر ہوتے کہ دو تین اشخاص آپ کی پُراثر تقریر سے جاں بحق نہ ہوتے ہوں۔ اور یہود و نصاریٰ مشرف نہ ہوتے ہوں۔ چور اور راہ زن اور روافض اپنے اعمالِ قبیحہ سے توبہ اور عقائدِ باطل سے چھٹکارا حاصل نہ کرتے ہوں۔

شیخ ابوالسعود حریمی اپنی کتاب تکملہ میں بروایت حضرت غوث اعظمؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ریاضت و مجاہدہ کی خاطر آپ عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں تنہا پھرا کرتے تھے۔ مردانِ غیب اور اجنہ سے ملاقات ہوتی اور طریقت کی تعلیم سے ان کو نوازتے۔ شیاطین مختلف صورتوں میں آکر مجھ سے نبرد آزما ہوتے۔ مگر میں ان پر غالب رہتا بعض فرار ہوجاتے اور بعض کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابتداءِ سلوک کے زمانہ میں حضرت خضر علیہ السلام سے تین سال تک ہر سال ملاقات ہوتی رہی۔

ان ہی ایام میں جب کہ آپ دشت نوردی فرماتے تھے، فرماتے ہیں کہ چودہ ۱۴ سال تک میں نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور پندرہ سال تک ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر فجر تک ایک قرآن ختم کیا۔ نفس نے گریز کیا تو میں نے ایک نہ سنی۔ بعض اوقات تین روز سے چالیس روز تک فاقہ میں گزار دیئے۔ کبھی نیند کا جھونکا آتا تو میں اس کو ٹال دیتا۔ گیارہ سال تک بُرج عجمی میں گوشہ نشین رہا۔ اسی وجہ سے اس کو بُرج عجمی کہتے ہیں۔

کشف

ریاضت و مجاہدہ کے زمانے میں آپ نے ملاحظہ فرمایا، آپ کے گرد و پیش جال ہی جال بچھا دیئے گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ دنیا کے جال تھے۔ میں نے ایک سال تک ان کے دفعیہ کی کوشش کی اور ان کو پارہ پارہ کردیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ علائق کا خیال میرے دل میں گھر کر گیا ہے۔ القاء ہوا کہ یہ تمہاری خواہشات